بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود
الفضل
روزنامہ
خطبہ نمبر ۱
لاہور پاکستان
یوم سہ شنبہ

اخبار احمدیہ

لاہور ۱۷ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۲ بجے دوپہر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالیٰ کے تفضل سے اچھی ہے فالحمد للہ

کل شام دس بڑکوں پر مشتمل ایک کنوائے بخیریت قادیان سے لاہور پہنچا۔

جلد ۱ | ۱۸ ماہ نبوت ھ ش ۱۳۲۶ | ۴ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ | ۱۸ نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۵۴

خطبہ جمعہ

تم میں سے ہر شخص اصحابی کالنجوم کا نمونہ بن سکتا ہے

بشرطیکہ

تم دین کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کیلئے ہر وقت کمربستہ رہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۷ نومبر ۱۹۴۷ء بمقام رتن باغ لاہور

مرتبہ:- مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سی چیزیں جن کو قانون قدرت پیدا کرتا ہے۔ وہ سب کی سب اپنے

منزل مقصود

تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہوا کرتیں۔ کچھ تو اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔ اور کچھ ضائع ہو جاتی ہیں۔ درختوں کو مثلاً آتے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ سارا درخت مور سے بھر گیا ہے۔ اگر وہ تمام کا تمام مور پھل بن جائے۔ اور وہ سب کا سب پھل پختہ ہو جائے۔ تو یقیناً درخت کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ جائیں۔

مجھے یاد ہے

میں ایک دفعہ قادیان الحمد کو بھی میں ٹہل رہا تھا۔ اور ایک نیا مالی جو کچھ عرصہ ہندوستان بھی رہا تھا۔ اور باتیں کرنے میں بڑا ہوشیار تھا وہ بھی میرے ساتھ پھر رہا تھا۔ میں نے اس وقت چکوترہ کا ایک درخت دیکھا جس میں نہایت کثرت سے پھل لگ رہا تھا۔ ابھی اس کے پھل کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور وہ بہت چھوٹے چھوٹے داغوں کی شکل میں تھا جیسے ماش کا دانہ ہوتا ہے۔ مور گر رہا تھا۔ اور نیچے سے پھل نکل رہا تھا۔ اور وہ لاکھوں ہی کی تعداد میں نظر آتا تھا۔ میں نے اس پھل کو دیکھ کر تعجب کیا۔ اور کہا کہ اگر اتنا پھل لگ جائے۔ اور آخر تک سلامت رہے تو درخت پھل نہیں سکتا۔ جیسے

بعض آدمیوں کی عادت

ہوتی ہے۔ کہ بات سنکر وقت سے پہلے ہی بول پڑتے ہیں۔ یہی عادت اس مالی کی بھی تھی۔ میں نے ابھی اتنا ہی کہا تھا۔ کہ اس درخت کو اتنا پھل آیا ہوا ہے۔ کہ اگر سارا پھل لگ جائے تو ..... اور یہ نہیں کہا تھا کہ درخت ٹوٹ جائے" کہ وہ جلدی سے بول اٹھا حضور لگیگا سارا لگے گا۔ میں نے کہا یہ تو بتاؤ ایک چکوترہ بازار میں کتنے کو بکتا ہے۔ اس نے کہا چھ آنے سات آنے بلکہ آٹھ آنے تک بھی بک جاتا ہے۔ میں نے کہا سستی سے سستی قیمت کیا ہوگی۔ اس نے کہا دو آنے میں نے کہا بہت اچھا دو آنے ایک چکوترہ کی قیمت ہوئی۔ اور یہ لاکھوں لاکھ ہے۔ اگر

کم سے کم

بھی ہم اس کا اندازہ لگائیں۔ تو یہ پچاس ساٹھ ہزار سے کم تو ہو نہیں سکتا۔ اگر پچاس ہزار ہی ہم اس کا اندازہ رکھیں۔ اور یہ خیال کریں۔ کہ بازار میں اگر ایک چکوترہ دو آنے میں بکتا ہے تو آٹھ تھی ہم سے ایک آنہ میں خریدے گا تو پچاس ہزار آنہ میں مل سکتا ہے۔ جو تین ہزار روپیہ سے اوپر ہو گیا۔ گویا اڑھائی سو روپیہ مہینہ بنتا ہے۔ میں نے کہا سوچ تو سہی۔ اگر تمہارا یہ خیال درست ہو۔ اور اگر اس طرح پھل لگ جایا کرے۔ تو لوگوں کو اتنی کوششوں کی کیا ضرورت ہے۔ وہ جائدادیں بناتے ہیں۔ تاکہ ان کے بچوں کے کام آئیں۔ وہ اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ تاکہ وہ آسانی سے روزگار پیدا کر سکیں۔ اگر یہ بات درست ہے۔ تو پھر ہر لڑکے کے لئے دو چکوترے اور ہر لڑکی کے لئے ایک چکوترہ لگا دینا چاہیئے۔ لڑکے کو پانچ سو روپیہ مہینہ اور لڑکی کو اڑھائی سو روپیہ مہینہ مل جایا کرے گا۔

حقیقت یہ ہے

کہ ساری چیزیں آخر تک نہیں پہنچتیں۔ ہر پھل بڑا نہیں ہوتا۔ ہر پھل مٹھاس کی حد کو نہیں پہنچتا۔ کچھ تو اتنے چھوٹے چھوٹے گر جاتے ہیں کہ یوں معلوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی
پرنٹر و پبلشر عبدالحمید دین بی اے ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس سپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کر نمبر ۴ سکیم روڈ لاہور سے شائع

ہے۔ مکھیوں کے پاخانے گر گئے ہیں۔ اور کچھ ذرا اس سے بڑے ہو کو جن میں نہ گٹھلی بنی ہوتی ہے۔ نہ گودا بنا ہوتا ہے۔ بعض ایک تلخ اور بدمزہ سا مغز نکلتا ہے۔ کچھ آم کیریاں بن کر گر جاتے ہیں۔ کچھ ذرا بڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ابھی ان میں کسی قسم کا مزہ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ پھل مکمل ہو جاتا ہے۔ مگر ابھی ترش ہوتا ہے۔ پھر کچھ پھل وہ ہوتا ہے جو آخر میں کمال کو پہنچتا ہے۔ اور شیرینی حاصل کر لیتا ہے۔

یہی پھل ہوتا ہے

جو اصلی قیمت پاتا ہے۔ اور جس کی دنیا میں قدر ہوتی ہے۔ مؤر کا جو حصہ گر جاتا ہے۔ اگر تم اس کو دس بیس من بھی اکٹھا کر کے بازار میں لے جاؤ۔ تو تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں ملے گا۔ چھوٹے چھوٹے ماش کے دانہ کے برابر جو پھل ہوتے ہیں۔ اگر ان کو لے لو۔ مثلاً آم ہی لے لو۔ یا چنے کے برابر دانہ جائے مالٹے ہی لے لو۔ اگر تم دو چار من بھی بازار میں لے جاؤ۔ تو تمہیں اس کی کوئی قیمت نہیں ملے گی۔ بلکہ قیمت کا کیا سوال ہے۔ اگر تم اسے

فروخت کے لئے

لے جاؤ گے تو لوگ تمہیں پاگل سمجھیں گے پھر اگر وہ آم کیری کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مالٹا یا سنگترہ اپنے اندر تاشیں پیدا کر لیتا ہے اور لوگ اس کی چٹنیاں بنا سکتے ہیں۔ تو پھر وہ چٹکی چٹکی پیسے دو دو پیسے سیر دو سیر بک جائے گا۔ لیکن وہی آم مکمل ہو کر بعض دفعہ پچاس روپے سینکڑہ بلکہ سو روپیہ سینکڑہ بکتا ہے۔ اور وہی مالٹا مکمل ہو کر بعض دفعہ دس دس روپے پندرہ روپے بیس روپے اور پچیس روپے سینکڑہ بکتا ہے۔ گویا جس وزن کی کسی چیز کا ایک پیسہ بھی قیمت نہیں مل سکتی تھی۔ یا جس کا وزن کرنے کے لئے بیٹھنے پر لوگ فروخت کنندہ کو پاگل سمجھنے پر مجبور کرتے۔ وہی چیز

کارآمد اور مفید

بن جاتی ہے۔ اور اسی چیز کے حصول کے لئے لوگ ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں۔ پس حال الٰہی سلسلوں کا بھی ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے

انبیاء کی آواز

دنیا میں بلند ہوتی ہے۔ تو کچھ لوگ ایسے بھی ان کے ساتھ آ شامل ہوتے ہیں۔ جو حقیقتاً اس سچائی اور اس معرفت کے دلدادہ نہیں ہوتے جو انبیاء کی معرفت دنیا کو ملتی ہوتی ہے۔ وہ ہر نئی چیز کے قبول کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور ان

لوگوں کی فطرت

اس مکھی کی سی ہوتی ہے۔ جو ہر پاخانہ اور ہر قے اور ہر پھل اور ہر کھانے پر۔ غرض اچھی ہو یا بُری جو چیز بھی کھلی پڑی ہو اس پر آ بیٹھتی ہے۔ اور تھوڑی دیر ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد اٹھتی اور دوسری چیز پر جا بیٹھتی ہے۔ وہ شہد کی مکھی نہیں ہوتی۔ جو پھلوں اور پھولوں میں سے وہاں سے بھی مٹھاس نکال لیتی ہے۔ جہاں سے انسان بھی مٹھاس محسوس نہیں کرتا۔ نیم جیسے کڑوے درخت سے شہد کی مکھی شہد نکال کر لے جاتی ہے۔ گلاب جیسے کسیلے پتوں میں سے وہ خوشبو اور شہد نکال کر لے جاتی ہے۔ گویا مزے کا مزہ اور خوشبو کی خوشبو وہ کھٹے کے پھولوں میں سے جس کا پکا ہوا پھل بھی انسان کے لئے کھانا بعض دفعہ مشکل ہو جاتا ہے۔

نہایت شیریں شہد

نکال کر لے جاتی ہے۔ اور بہت سے نازک مزاج اس شہد کی شیرینی کو برداشت کرنے کے بھی قابل نہیں ہوتے۔ اور میٹھی چیزوں سے مٹھاس تو وہ نکالتی ہی ہے۔ اس طرح ایسے لوگ جو اپنے اندر

فطرت صحیحہ

رکھتے ہیں جو اپنے اندر نیکی کی طاقت رکھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی تعلیم میں ہمیشہ ابتدائی حالت میں ہوتی ہے۔ جب انہیں اس نے مٹھاس پیدا نہیں کی ہوتی۔ جب انہیں کا پھل بظاہر کڑوا نظر آتا ہے۔ اس ذاتی جوہر اور ذاتی قابلیت کی وجہ سے جو خدا نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہوئی ہوتی ہے پہچان لیتے ہیں اور جان لیتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں کہ خدا نے کہاں کا شہد رکھا ہوا ہے وہ آتے ہیں۔ اور جس چیز کو انسان بیسیا مکمل وجود بھی سمجھ کر تھوکنے لگ جاتا ہے۔ اس میں سے شہد اکٹھا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کڑوی کیریوں میں سے۔ میٹھے پھولوں میں سے۔ ان بدذائقہ مکیوں میں سے جن کے چکھنے کی انسان بھی جرأت نہیں کرتا۔ جس طرح مکھی شہد نکال کر لے جاتی ہے اسی طرح وہ ابتدائی تعلیموں میں سے جو ابھی پورے طور پر مکمل نہیں ہوئی ہوتیں۔ اور دنیا کی نگاہ میں کڑوی اور بدمزہ اور ترش ہوتی ہیں۔ معرفت اور

یقین اور ایمان کا شہد

نکال کر لے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں ایک ایسا بیج بو جاتے ہیں۔ جو قربانی اور ایثار کا پھل پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے ان کا ہی نہیں۔ بلکہ وہ جو ان کے

کاموں سے فائدہ

اٹھاتے ہیں۔ ان کا بھی بھلا ہوتا چلا جاتا ہے پھول مرجاتے ہیں۔ کیریاں مرجاتی ہیں۔ شگوفے مرجھا جاتے ہیں۔ وہ مکھیاں بھی مرجاتی ہیں۔ جو شہد اکٹھا کرتی ہیں۔ مگر ان مکھیوں کا نکالا ہوا شہد مدت دراز تک دنیا کی بیماریوں کو دور کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان مکھیوں کے کارنامہ کو خدا ایسی اس طرح یاد کرتا ہے کہ

فیہ شفاء للناس

یعنی لوگوں کے لئے شہد میں شفا رکھی گئی ہے وہ نیک فطرت لوگ جو انبیاء کے ابتدائی زمانہ میں ان کے ساتھ آ کر ملتے ہیں۔ وہ بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ان کو وہاں خوبیاں نظر آتی ہیں۔ جہاں دنیا کو عیب نظر آتے ہیں۔ ان کو وہاں نیکیاں نظر آتی ہیں۔ جہاں دنیا کو بدیاں دکھائی دیتی ہیں۔ ان کو وہاں جنت نظر آتی ہے۔ جہاں دنیا کو بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی دیتی ہے۔ مگر وہ جو پاخانہ کی مکھی کی طرح ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہیں۔ وہ فطرتیں جو صداقت پہچاننے کی بجائے یونہی کسی چیز کے پاس چلی جاتی ہیں۔ جب وہ

انبیاء کی تعلیم

کے پاس آتی ہیں۔ تو وہ کوئی چیز لے کر نہیں جاتیں وہ نہ خود فائدہ اٹھاتی ہیں۔ نہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ نہ خود نفع حاصل کرتی ہیں۔ نہ دوسروں کو نفع پہنچاتی ہیں۔ وہ پر مارتی ہیں۔ پر ہلاتی ہیں۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کر اڑ جاتی ہیں۔ جیسے مکھی مکن ہے۔ پہلے شہد پر بیٹھے مگر پھر اس سہولت اور اسی اطمینان اور اسی آرام کے ساتھ وہ پاخانہ پر جا بیٹھتی ہے۔ ان کے لئے یہی چیز چاہیئے۔ اور یہی ان کے مناسب حال ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے کل جدید لذیذ کے مقولہ پر عمل پیرا ہونا اپنا مطمح نظر بنایا ہوا ہوتا ہے۔ یہ لوگ کبھی بھی انتہا کو نہیں پہونچتے۔

ضروری اعلان

تعلیم الاسلام کالج میں اپنے لڑکے بھجوائیں

تمام احباب جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ موجودہ شورش سے اس طرح نہ گھبرائیں کہ لڑکے تعلیم سے محروم ہو جائیں۔ چاہیئے کہ سب جو تعلیم دلانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اپنے بچوں کو ایف۔ اے اور بی۔ اے میں داخل کرائیں۔ اور چاہیئے کہ ہر احمدی تعلیم الاسلام کالج میں اپنے لڑکے کو داخل کروائے۔ اور اس بارہ میں لڑکے کی مخالفت کی پروا نہ کرے۔ تاکہ دینیات کی تعلیم ساتھ کے ساتھ ملتی جائے۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

گرم بستروں اور کپڑوں کی فوری ضرورت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشرقی پنجاب سے آنے والے مہاجرین کے لئے گرم کپڑے اور بستر مہیا کرنے کی تحریک فرمائی ہے احباب کو فوراً اس تحریک میں حصہ لیکر ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ اگر کسی دوست کے پاس فالتو کپڑے نہ ہوں۔ تو وہ کپڑوں اور بستر کے لئے نقد روپیہ بھی بھیج سکتا ہے اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library, Rabwah

ان کی مثال

اس مور کی سی ہوتی ہے۔ جو گر جاتا ہے۔ یا ان چھوٹے چھوٹے بیجوں کی سی ہوتی ہے۔ جو پھل کے ابتدائی ہی ضائع ہو جاتے ہیں یا ان پھلوں کی سی ہوتی ہے جو پھل بننے سے پہلے کرا دے فصلوں کی طرح ہوتے ہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ ان کی حیثیت اس کیری یا مالٹا یا سنگترے کی سی ہوتی ہے۔ جو اصل مزہ کے حاصل ہونے سے پہلے ہی گر جاتے ہیں۔ اور لوگ ان کی چٹنیاں بنا لیتے ہیں۔ مگر وہ اس غرض کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جس کے لئے آم یا مالٹا یا سنگترہ تیار ہوتا ہے۔ اگر یہ لوگ آخر تک سلامت رہیں۔ تب بھی یہ دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ سارا مور روی اور اچھا اگر درخت پر رہے۔ تو درخت بچ نہیں سکتا۔ اس کی مجھے ایک اور مثال بھی یاد آگئی۔ میں نے باغ میں پھرتے ہوئے ایک دفعہ آڑو کا ایک درخت دیکھا۔ جس میں پھل بہت زیادہ تھا۔ میں نے مالی سے کہا۔

قانون قدرت

یہ ہے۔ کہ اگر پھل زیادہ ہو گا۔ تو درخت ٹوٹ جائیگا۔ اس لئے اس درخت کا کچھ پھل تم کاٹ ڈالو تاکہ درخت محفوظ رہے۔ مالی کہنے لگا۔ دیکھئے اس کو کتنا پھل لگا ہوا ہے۔ اس پھل کو ضائع کرنا تو مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے کہا۔ یہی تو ضرر ہے۔ تم اس کا پھل کاٹو اور صرف اتنا پھل رہنے دو۔ جس کو درخت سنبھال سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ اس کی حفاظت مجھ پر رہنے دیں اور مجھے اجازت دیں کہ اس کا پھل بدستور درخت پر ہی رہنے دیا جائے۔ میں خاموش ہو گیا۔ جب پھل مکمل ہوا۔ تو وہ درخت بیچ میں سے چر کر ادھر اُدھر جا پڑا۔ یہی حال الٰہی جماعتوں کا ہوتا ہے۔ ان میں سے لوگوں کا جھڑنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ پت جھڑ کے بغیر درخت کبھی پھلتے نہیں۔ مور اور ابتدائی پھلوں کے جھڑنے کے بغیر اچھے پھل پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ان میں آخر زائد ہوتے ہیں۔

قوموں کی تربیت

اور ان کی اصلاح انسانوں نے ہی کرنی ہوتی ہے۔ سکولوں میں یہ قانون ہے کہ پچاس سے زیادہ لڑکے اگر کسی کلاس میں آ جائیں۔ تو دو استاد رکھے جائیں۔ اگر کوئی سکول پچاس سے زیادہ لڑکے کسی کلاس میں داخل کرے۔ تو افسران بالا اسکی امداد میں رخنہ ڈالتے۔ اور اس سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ یا تو نیا مدرس رکھو۔ اور یا پھر زائد لڑکوں کو نکالو۔ جماعتوں کی نگرانی بھی افراد کی نگرانی کی طرح ہوتی ہے۔ اگر افراد بے انتہا بڑھنے پھلنے جائیں۔ اور ان کی مربی اور تربیت کرنے والے نہ بڑھیں۔ تو کیا نتیجہ ہوگا۔ یہی ہو گا۔ کہ جن لوگوں کی تربیت نہیں ہو گی وہ خراب ہوں گے۔ اور جو لوگ خود خراب ہوں گے۔ وہ دوسروں کو بھی خراب کریں گے۔ اور اس طرح وہ جماعت جو

دنیا کی اصلاح

کے لئے کھڑی ہوئی تھی۔ ساری کی ساری خراب ہو جائیگی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر کیا ہوا ہے۔ کہ کمزور طبع لوگ اگر اپنی اصلاح نہ کریں۔ تو اسی طرح جس طرح آموں کی کیریاں گر جاتی ہیں۔ جس طرح انگور اور سنگترہ اور مالٹا اور آڑو اور آلوچہ اور دوسرے پھل مکمل ہونے سے پہلے کوئی ابتدائی دو چار دنوں میں۔ کوئی دوسرے تیسرے ہفتہ میں گر جاتے ہیں۔ اسی طرح ایسے لوگ بھی گر جاتے ہیں۔ اور ان کا گرنا جماعت کے لئے مفید ہوتا ہے۔ مضر نہیں ہوتا کیونکہ

جماعتوں کی ترقی

کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ یا تو افراد جماعت اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو استاد بنا لیں یا اتنے استاد ہوں۔ جو ان کی نگرانی کر سکیں۔ تبھی جماعت درست رہ سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اگر جماعت میں اتنی بیداری ہو۔ کہ اس کا ہر فرد استاد بن جائے۔ تو پھر کسی خطرہ کی پروا نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ فضل دنیا میں

صرف ایک ہی ہستی

پر نازل ہوا ہے۔ اور وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ وجود ہیں۔ جو نہایت دلیری نہایت صداقت۔ نہایت یقین اور نہایت وثوق کے ساتھ فرماتے ہیں۔ کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے سب صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں۔ جس طرح ہر ستارہ سے تم سمت کا پتہ لگا سکتے ہو۔ جس طرح ستاروں سے تم راستے معلوم کرتے اور روشنی حاصل کرتے ہو۔ اسی طرح میرے تمام صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم ابوبکرؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم عمرؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم عثمانؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم علیؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم طلحہؓ کے پیچھے چلو۔ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم زبیرؓ کے پیچھے چلو۔ تم میرے صحابہؓ میں سے

چھوٹے سے چھوٹے صحابی

کے پیچھے بھی چل پڑو۔ بایہم اقتدیتم اھتدیتم تم جس کے پیچھے بھی چلو گے۔ آخر خدا تک پہنچ جاؤ گے یہ وہ دعویٰ ہے۔ جو دنیا میں ایک ہی شخص نے کیا ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔ یہ وہ انعام ہے۔ جو دنیا میں ایک ہی جماعت کو ملا ہے۔ جو صحابہ رضؓ کی جماعت ہے۔ رسالہ سب کے لئے لکھا تھا۔ موسیٰؑ کی قوم کو خدا تعالیٰ نے اس انعام سے محروم نہیں کیا تھا۔ عیسیٰؑ کی قوم کو خدا تعالیٰ نے اس انعام سے محروم نہیں کیا تھا۔ نوحؑ کی قوم کو خدا تعالیٰ نے اس انعام سے محروم نہیں کیا تھا۔ تم کو بھی خدا تعالیٰ نے اس انعام سے محروم نہیں کیا۔ مگر جس نے کام کر لیا وہ انعام لے گیا۔ اور جس نے نہ کیا وہ انعام سے محروم رہ گیا۔ جہاں تک

خدا کی دین کا سوال

ہے تمہارے لئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہؓ کالنجوم تھے۔ اور جب ہر صحابی اس قابل تھا کہ اسے قائم رکھا جائے۔ تو خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ اس درخت کا پھل زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کا کچھ پھل گرا دیا جائے۔ بلکہ خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور بڑا کر دیا۔ اتنا بڑا کہ سارے پھل آپ کے درخت پر لگے رہے۔ مگر پھر بھی وہ درخت ان پھلوں کے بوجھ سے نہ گرا گویا چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کے متعلق یہ فرمایا۔ کہ صحابی کالنجوم۔ میرے تمام صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ وہاں صحابہؓ کو کالنجوم کہنے میں انہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور آپ کی شان کے ظہور میں ایک نمایاں حصہ لیا۔ اور اس طرح دونوں ایک دوسرے کو بڑھانے والے بن گئے۔

یہی چیز

اس وقت تمہارے سامنے ہے۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی امتیں اب واپس نہیں آ سکتیں تاوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا نمونہ دیکھ کر اپنے اندر اصلاح پیدا کریں۔ لیکن تم زندہ موجود ہو۔ اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی غیر نہیں تمہارے آقا اور مطاع ہیں۔ اور صحابہؓ بھی کوئی غیر وجود نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اور تمہارے بھائی ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ اگر تم صحیح طور پر کوشش کرو۔ تو تم میں سے ہر شخص صحابی کالنجوم کا نمونہ نہ بن جائے۔ مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب ہر شخص دین کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے لئے ہر وقت کمر بستہ تیار رہے۔ جب قربانی اور ایثار کا مادہ نہ ہو۔ جب باجماعت نماز کی پابندی بھی مشکل معلوم ہو۔ جب قرآن کا ترجمہ بھی وہ لوگ نہ جانتے ہوں۔ جن کو جاننا چاہیئے۔ بلکہ "جن کو جاننا چاہیئے" کا کیا سوال ہے۔ ہر انسان کو قرآن کریم کا ترجمہ جاننا چاہیئے۔ تو بتاؤ اس نمونہ کو دیکھتے ہوئے اصحابی کالنجوم کا مصداق نہ بننے کا الزام کس پر ہو گا۔ تم پر یا خدا پر۔ دیکھو وقت جاتا ہے۔ ہر وقت ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے۔ وہ جن کی نقلیں ہیں اور جو سوچنے اور سمجھنے کی قابلیت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اب بھی اپنے اندر وہ روح پیدا کر سکتے ہیں جو صحابہ رضؓ نے پیدا کی تھی۔ اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ روح جو صحابہ رضؓ نے دکھائی تھی۔ یعنی تم میں سے ہر شخص۔ نہ اپنی زندگی دین کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ گو ہم کہتے ہیں کہ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرو۔ تو کچھ لوگ آگے آتے اور اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ اور ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم میں سے اتنے نوجوانوں نے زندگیاں وقف کی ہیں۔ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ان کی ساری زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لئے وقف ہونی چاہیئے۔ رہتا ہے بے شک اس مالی میں یہ قابلیت نہ تھی۔ لیکن

ہمارے خدا میں

یہ قابلیت ہے۔ جب خدا ایک درخت لگاتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ اس میں اتنی قابلیت ہے۔ کہ وہ بے انتہا پھل پیدا کر دے۔ اور پھر یہ دیکھتا ہے کہ ان پھلوں میں سے کوئی پھل بھی ضائع کرنے کے قابل نہیں۔ تو خدا اس کا پھل نہیں گراتا۔ بلکہ اس درخت کو زیادہ موٹا اور مضبوط کر دیتا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہؓ کالنجوم تھے۔ اور جب ہر صحابی اس قابل تھا کہ اسے قائم رکھا جائے۔ تو خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ اس درخت کا پھل زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کا کچھ پھل گرا دیا جائے۔ بلکہ خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور بڑا کر دیا۔ اتنا بڑا کہ سارے پھل آپ کے درخت پر لگے رہے۔ مگر پھر بھی وہ درخت ان پھلوں کے بوجھ سے نہ گرا گویا چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کے متعلق یہ فرمایا۔ کہ صحابی کالنجوم۔ میرے تمام صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ وہاں صحابہؓ کو کالنجوم کہنے میں انہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور آپ کی شان کے ظہور میں ایک نمایاں حصہ لیا۔ اور اس طرح دونوں ایک دوسرے کو بڑھانے والے بن گئے۔

یہی چیز

اس وقت تمہارے سامنے ہے۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی امتیں اب واپس نہیں آ سکتیں تاوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا نمونہ دیکھ کر اپنے اندر اصلاح پیدا کریں۔ لیکن تم زندہ موجود ہو۔ اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی غیر نہیں تمہارے آقا اور مطاع ہیں۔ اور صحابہؓ بھی کوئی غیر وجود نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اور تمہارے بھائی ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ اگر تم صحیح طور پر کوشش کرو۔ تو تم میں سے ہر شخص صحابی کالنجوم کا نمونہ نہ بن جائے۔ مگر یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب ہر شخص دین کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے لئے ہر وقت کمر بستہ تیار رہے۔ جب قربانی اور ایثار کا مادہ نہ ہو۔ جب باجماعت نماز کی پابندی بھی مشکل معلوم ہو۔ جب قرآن کا ترجمہ بھی وہ لوگ نہ جانتے ہوں۔ جن کو جاننا چاہیئے۔ بلکہ "جن کو جاننا چاہیئے" کا کیا سوال ہے۔ ہر انسان کو قرآن کریم کا ترجمہ جاننا چاہیئے۔ تو بتاؤ اس نمونہ کو دیکھتے ہوئے اصحابی کالنجوم کا مصداق نہ بننے کا الزام کس پر ہو گا۔ تم پر یا خدا پر۔ دیکھو وقت جاتا ہے۔ ہر وقت ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے۔ وہ جن کی نقلیں ہیں اور جو سوچنے اور سمجھنے کی قابلیت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اب بھی اپنے اندر وہ روح پیدا کر سکتے ہیں جو صحابہ رضؓ نے پیدا کی تھی۔ اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ روح جو صحابہ رضؓ نے دکھائی تھی۔ یعنی تم میں سے ہر شخص۔ نہ اپنی زندگی دین کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ گو ہم کہتے ہیں کہ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرو۔ تو کچھ لوگ آگے آتے اور اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ اور ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم میں سے اتنے نوجوانوں نے زندگیاں وقف کی ہیں۔ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ان کی ساری زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لئے وقف ہونی چاہیئے۔ رہتا ہے بے شک اس مالی میں یہ قابلیت نہ تھی۔ لیکن

ہمارے خدا میں

یہ قابلیت ہے۔ جب خدا ایک درخت لگاتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ اس میں اتنی قابلیت ہے۔ کہ وہ بے انتہا پھل پیدا کر دے۔ اور پھر یہ دیکھتا ہے کہ ان پھلوں میں سے کوئی پھل بھی ضائع کرنے کے قابل نہیں۔ تو خدا اس کا پھل نہیں گراتا۔ بلکہ اس درخت کو زیادہ موٹا اور مضبوط کر دیتا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہؓ کالنجوم تھے۔ اور جب ہر صحابی اس قابل تھا کہ اسے قائم رکھا جائے۔ تو خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ اس درخت کا پھل زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کا کچھ پھل گرا دیا جائے۔ بلکہ خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور بڑا کر دیا۔ اتنا بڑا کہ سارے پھل آپ کے درخت پر لگے رہے۔ مگر پھر بھی وہ درخت ان پھلوں کے بوجھ سے نہ گرا گویا چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کے متعلق یہ فرمایا۔ کہ صحابی کالنجوم۔ میرے تمام صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ وہاں صحابہؓ کو کالنجوم کہنے میں انہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور آپ کی شان کے ظہور میں ایک نمایاں حصہ لیا۔ اور اس طرح دونوں ایک دوسرے کو بڑھانے والے بن گئے۔

ہر فرد استاد

بن گیا۔ تو باوجود پھلوں کی کثرت کے انہیں گرانے کی ضرورت نہ رہی۔ اس درخت کا ہر شگوفہ پھل بننے کا مستحق تھا۔ اور اسکی ہر کیری ایک شیریں اور مزیدار آم بننے کی قابلیت اپنے اندر رکھتی تھی۔ اور چونکہ ہر شگوفہ پھل بننے کا مستحق تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہر شگوفہ کو پھل بنا دیا۔ اور چونکہ ہر کیری آم بننے کی مستحق تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہر کیری کو آم بنا دیا۔ اگر تم بھی ایسے بن جاؤ۔ تو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ بھی یہ سلوک کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا۔ تو لازمی طور پر تم میں سے کچھ لوگ گرائے جائیں گے۔ اس لئے کہ یہ مور اگر درخت پر رہے گا۔ تو درخت گر جائے گا۔ یہ ایک موٹی صداقت ہے۔ جسے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لیکن اگر تم میں سے ہر شخص استاد بن جائے۔ تو جیسے میرے مالی نے کہا تھا۔ کہ ان پھلوں کو نہ گرایا جائے۔ اسی طرح تمہیں بھی خدا تعالیٰ

گرنے سے محفوظ

رکھے گا۔ اس مالی میں تو خدا تعالیٰ والی قابلیت نہیں تھی۔ جب اس نے مجھے کہا۔ کہ آخر اتنا پھل کہاں ضائع کیا جائے۔ اسے درخت پر ہی رہنے دیا جائے۔ تو وہ باوجود اس خواہش کے درخت کی حفاظت نہ کر سکا۔ اور وہ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ لیکن اگر اس میں قابلیت ہوتی۔ اور وہ اپنی خواہش کو پورا کرنے کی استعداد اپنے اندر رکھتا۔ تو وہ درخت کو اتنا مضبوط کر دیتا۔ کہ وہ تمام پھل اٹھا سکتا۔ اور اس طرح پھل بھی محفوظ رہتے۔ اور درخت بھی محفوظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس میں کسی استثنیٰ کا سوال نہیں۔ کئی ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ جب ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو پھر ہم میں سے ہر شخص وقف ہے کسی علیحدہ معاہدہ اور اقرار کی کیا ضرورت ہے۔ مگر منہ کی بات اور ہوتی ہے اور عمل اور ہوتا ہے اگر انہوں نے اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کیا ہوا ہے تو وہ بتائیں تو سہی کہ وہ دفتروں میں وقت دینے کے بعد دین کیلئے کتنا وقت خرچ کرتے ہیں۔ دفتروں کا وقت پانچ گھنٹے ہوتا ہے اور دن رات میں ۲ گھنٹے کا ہوتا ہے اگر دس گھنٹے بھی کھانے پینے سونے اور دیگر ضروریات کے لئے رکھ لئے جائیں۔ تب بھی نو گھنٹے بچ جاتے ہیں اگر نو گھنٹے روزانہ ہر شخص قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے اور تبلیغ کرنے اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنے پر صرف کرے تو دنیا کیا سے کیا بن جاتی ہے۔ جماعتی جماعت کتنی ترقی کر جاتی ہے جماعتی تربیت کی حالت کتنی مضبوط ہو جاتی ہے لیکن منہ سے کہنا کہ میری ساری زندگی وقف ہے اور عمل کے وقت اپنا قدم پیچھے ہٹا لینا اور پہلوتہی کرنا کونسا ایمان ہے اور کونسی حالت۔

بڑی خطرناک

ہے وہ شخص جس کی موت میں ہے اسے کیا معلوم کہ کب وہ ہمیں آنکھ بھی اسے توڑ کر پھینک دے اور اس نے بھی تو کیا بننا ہے چٹنی بننے کے قابل بھی نہ رہے اور زیادہ سے زیادہ یہ ہو کہ گندا دو میلے کے ڈھیر پر اس کو ڈال دیا جائے

بول تو پاخانہ بھی کام آتا ہے۔ چنانچہ جتنی کھاد ہوتی ہے۔ سب پاخانہ سے ہی تیار ہوتی ہے لیکن بعض قسم پاخانوں کی کھاد کے بھی قابل نہیں ہوتا۔ بلی کا پاخانہ کھاد کے قابل ہوتا ہے۔ گائے کا پاخانہ کھاد کے قابل ہوتا ہے۔ گھوڑے کا پاخانہ بھی ایک حد تک کھاد کے قابل ہوتا ہے سب سے کم مگر کسی حد تک مرغی کا پاخانہ بھی کھاد کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن انسان کے پاخانہ کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ جس سبزہ پر وہ پاخانہ ڈالا دیا جائے جل جاتا ہے شاید اس طرح خدا تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر ان جگڑے تو پھر وہ کسی کام کے قابل نہیں رہتا۔ جگڑ ابھرا بیل ذبح کر کے کھایا جاتا ہے۔ بانجھ گائے اور بانجھ بھینس کم سے کم قربانی کے قابل سمجھی جاتی ہے۔ مگر بیکار ان کسی کام نہیں آسکتا سوا اس دن سے ڈوب جب خدا کے فرشتوں کا تقاضا ہے متعلق یہ فیصلہ ہو کہ یہ ایک بیکار انسان ہے اس وقت تمہارا وجود اتنا بھی کام نہیں آئے گا۔ جتنا ایک جگڑ ابھرا بیل کام آتا ہے پس اپنے اندر

اصلاح پیدا کرو

تا تمہارا دین میں داخل ہونا اور تمہارا یہ سلسلہ کے لئے خدمات بجا لانا تمہارے لئے ہی مفید نہ ہو۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔

کیا ہم اپنی عزت کو بچانے کی خاطر خودکشی کر لیں

ایک معزز غیر احمدی خاتون کا استفسار

اور

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا جواب

سیالکوٹ سے ایک معزز خاتون نے حسب ذیل خط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا ہے۔ خط اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جواب درج ذیل کیا جاتا ہے۔

خط

محترم جناب خلیفہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بہتر ہے کہ سب سے پہلے میں اپنا تعارف آپ سے کروا دوں۔ تعارف کے الفاظ زیادہ نہیں ہوں گے۔ میں ایک مسلمان غیر احمدی لڑکی ہوں۔ مگر احمدیوں سے بے جا تعصب رکھنے والی نہیں۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کی تصنیف کردہ کئی ایک کتابیں پڑھی ہیں۔ اخبار الفضل کی بھی میں کوئی ایک مثل سے خریدار رہی ہوں۔ میرا نام ر۔ ب۔ مغل ہے۔ (پورا نام میں خود ہی نہیں لکھ رہی) اور میں سیالکوٹ کے ایک معزز خاندان کی ایک لڑکی ہوں۔

میں آپ سے ایک مذہبی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ آپ اسلامی شریعت کے مطابق اس کا جواب دیں۔ سوال یہ ہے کہ۔

آج کل مشرقی پنجاب اور جموں میں سکھوں وغیرہ نے ہزارہا مسلمان نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر لیا ہے۔ اور سینکڑوں کی عزت برباد کر ڈالی ہے۔ آجکل یہ عام ہر اس پھیلا ہوا ہے۔ کہ جموں سے اب سیالکوٹ پر بھی حملہ ہوگا۔ یہ افواہ درست ہے یا غلط۔ اس سے میں بحث نہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ کہ اگر خدانخواستہ ہم پر بھی ایسا وقت آئے اور سکھ ہم لڑکیوں کو پکڑ لیں۔ تو اس وقت اگر ہم زہر پی کر یا خود ہی پیٹ میں چاقو گھونپ کر یا کسی کنوئیں میں چھلانگ لگا کر اپنی عزت بچانے کے لئے خودکشی کر لیں۔ تو ہمارا یہ فعل شریعت اسلامیہ کے خلاف تو نہ ہوگا۔ یہ ہم جانتی ہیں۔ کہ خودکشی کو اسلام نے منع کیا ہے۔ اور اسے ناجائز ٹھہرایا ہے۔ لیکن اس وقت یہ سوال ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ ہم سکھوں کے ہاتھ پڑ جائیں۔ تو اس وقت دو باتوں میں سے اسلام کس کی اجازت دیتا ہے۔ ۱۔ آیا جان کو بچا کر اپنی عزت کو تباہ کر دینا یا ۲۔ خودکشی کر کے اپنی عزت کو بچا لینا؟ جہاں تک میرا خیال ہے۔ میں تو بے عزت ہونے سے موت کو ترجیح دیتی ہوں اور میرے اس خیال کی اسلام بھی تھوڑی سی تائید کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ کسی سیپارے میں بھی درج ہے کہ شراب اور خنزیر کا گوشت حرام ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی اجازت ہے کہ اگر کسی وقت دوا کے طور پر ہمیں شراب پینی پڑے۔ یا جان بچانے کے لئے۔ جبکہ تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ تو تم سؤر کا گوشت کھا سکتے ہو۔ یعنی بعض مجبوری کی حالتوں میں حرام چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔ اب اس وقت خودکشی حرام ہے۔ لیکن جب عورت کی عزت کا سوال پیدا ہو۔ تو یقیناً اس وقت یہ حرام موت بھی شہادت کی موت ہوگی۔ شاید آپ کہیں کہ ہمیں ہر طرح سے پہلے مدافعت کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر وہ ہمارے تھپڑ لگانے یا اشتعال آمیز باتیں کرنے کے باوجود ہم پر سختی نہ کریں۔ تو پھر اسلام کا ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ بے عزتی یا خودکشی کر کے مر جانا؟ یہ بات ہمارے لئے بہت اہم ہے۔ یہی امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام

جواب کی منتظر۔ ب۔ مغل اور اسکی بہنیں

جواب از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

خودکشی بہر حال منع ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے۔ کہ ہر مسلمان اپنی جان قربان کرنا جانتا ہو۔ وہ دشمن کو مار کر مرے تو مرے یونہ مرے۔ آپ سمجھ سکتی ہیں کہ یہ مقصد خودکشی سے بالا ہے۔ خودکشی کا یقین کرنے والا جنگی فنون عورتوں کو سکھانے کی طرف مائل نہ ہوگا۔ مگر اس یقین والی قوم عورت کو فنون حرب سے محروم نہ رکھے گی۔ پس آپ عورتوں میں یہ تحریک کریں کہ سب جنگی فنون سیکھیں اور مار کر مرنے کی ہمت پیدا کریں جس کا لازمی نتیجہ فتح ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

پاکستان کے ہر باشندے کا فرض

کشمیر بھیجنے کے لئے گرم کپڑے اور چندہ فراہم کیجئے

ہم تمام پاکستان کے رہنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آزادی کشمیر کی جدوجہد میں حصہ لینے والوں کی۔ کمبلوں۔ گرم کوٹوں۔ برساتی کوٹوں۔ زمین پر بچھانے والی بوریوں۔ برفانی بوٹوں گرم جرابوں اور گرم سویٹروں سے امداد کریں۔ اہل قادیان الفضل سے بالخصوص اپیل کرتے ہیں کہ جو کچھ انہیں توفیق ہو اس کام کے لئے بھجوائیں۔ بلکہ اپنے حلقہ میں بھی چندہ فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ پاکستان کے پریس کا بھی فرض ہے کہ وہ روزانہ اس سلسلے میں تحریک کرے۔ بلکہ بہتر ہوگا۔ اگر وہ اخبارات مل کر اس کام کے لئے ایک کمیٹی بنا لیں۔

درخواست دعا: قاضی محمد صدیق صاحب کاتب اخبار الفضل کی اہلیہ صاحبہ میو ہسپتال میں بیمار ہیں۔ آج ان کی آنکھوں کا آپریشن ہوگا۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ضروری اعلان

بمالے

ہمارا نمونہ وطلبا رحیا منعہ فی مدرسہ احمدیہ

(یہ دونوں جماعتیں مدرسہ احمدیہ کھل گئے ہیں۔ جو اساتذہ اور طلباء ابھی تک نہیں پہنچے وہ جلد تر پہنچ کر برکات تعلیم و تربیت سے حتی الوسع فائدہ اٹھائیں۔ ناظر تعلیم و تربیت)

چنیوٹ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کھل گیا ہے۔ طلباء فوراً وہاں پہنچ جائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"دفاعی نقطۂ نگاہ سے سکھوں کا مطالبہ انتہائی نامعقول تھا"

ریڈکلف کا ایوارڈ
تقسیم پنجاب کا بہترین حل قرار نہیں دیا جا سکتا

ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن میں ڈاکٹر اوسکر سپیٹ کی تقریر

لنڈن ۱۲ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ پچھلے دنوں لنڈن سکول آف اکنومکس کے پروفیسر ڈاکٹر اوسکر سپیٹ نے ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن اور اورینٹل کلب کے ایک مشترکہ اجلاس میں پنجاب باؤنڈری کمیشن کے غیر منصفانہ فیصلے پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔

اگرچہ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے فیصلے پر میری تنقید ذاتیات سے بالا ہے۔ لیکن پھر بھی میں اس موقع پر ایک ذاتی احساس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

لندن سلسلہ عالیہ احمدیہ کا شکریہ ہے۔ جو میں ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس جماعت کی دعوت پر میں ایک ماہر جغرافیہ دان کی حیثیت سے ہندوستان گیا تھا۔ جہاں تک میرے اپنے فن کا تعلق ہے۔ میرا وہاں جانا ازدیادِ علم کا باعث ہوتے ہوئے میرے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔

اس کے علاوہ نہ صرف یہ کہ احمدیہ جماعت کی طرف سے مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ بلکہ فنی امداد میں بھی کمال حسن کارکردگی کا جو معیار پیش کیا گیا۔ وہ حیرت میں ڈالنے والا تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کی تنظیم اور وہ جذبہ جس پر کہ تمام تنظیم کی بنیاد ہے یقیناً از حد قابل تعریف ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر سپیٹ نے پنجاب کی وسعت اور اسکی حدود پر روشنی ڈالتے ہوئے تعیین حدود کے بارے میں پہلے ہندوؤں اور سکھوں کا مطالبہ جو دریائے چناب کو حدِ فاصل قرار دینے پر مبنی تھا۔ بیان کیا۔ اور پھر اس کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ سکھ اور ہندو اپنے ناجائز مطالبہ میں اگرچہ زبان سے فہیم پاکستان کا اقرار کرتے تھے۔ لیکن جہاں تک ان کے اپنے عمل کا تعلق تھا۔ وہ اس کو روکنے پر تلے ہوئے تھے۔ آپ نے بتایا کہ ان کا مطالبہ اس قدر زیادہ تھا کہ اگر واقعی منہ مانگی مراد پوری کر دی جاتی۔ تو کانگرس خود حیرت زدہ ہو کر رہ جاتی۔ البتہ سکھ (پر اپنی کمال سادگی سے) یہی سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ ان کا مطالبہ سو فی صدی پورا ہو جائیگا۔

آپ نے بتایا کہ ہندو اور سکھوں نے اپنے مطالبہ کی بنیاد چار امور پر رکھی تھی۔ اوّل پنجاب میں ان کی اقتصادی برتری۔ دوسرے فوجی نقطۂ نگاہ سے چناب کا بہترین حد ہونا۔ تیسرے آبادی کی کثرت اور قلت کا مطالبہ سے تعلق۔ چوتھے سکھوں کے مقدس مقامات۔

ڈاکٹر سپیٹ کے نزدیک ان چار امور میں اقتصادی برتری کا سوال سب سے زیادہ اہم تھا۔ لیکن پھر بھی آزادی ملنے کے بعد اقتصادی برتری کی بنا پر حکومت کا دعویدار ہونا اس لئے غیر مناسب تھا کہ برطانیہ کا ہندوستان پر بھی قبضہ اقتصادی برتری کی وجہ سے نہیں تھا کہ تعداد کی کثرت کی بنا پر آپ نے کہا اقتصادی برتری کو ورنی ضرور قرار دیا جا سکتا تھا۔ لیکن اسکی بنیادی حیثیت کسی صورت میں بھی تسلیم نہیں کی جا سکتی تھی۔ کیونکہ حدود تعیین کے لئے جو بنیادی شرائط پیش کی گئی تھیں۔ ان میں خود اعتمادی کے اصول کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ اور اقتصادی برتری کو بنیادی حیثیت دینے سے یہ مقصد فوت ہو جاتا تھا۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے کہا کہ جہاں ان کے مطالبے کا اقتصادی پہلو کسی قدر کمزور ہوں گے۔ اور ان میں سے بہت سے اتنے اہم بھی نہیں۔ کہ صرف چالیس لاکھ افراد کے لیڈر اصول اقتدار کے مطالبے کی بنیاد کو ان پر قائم کر سکیں۔ اور پھر اتنے وسیع علاقہ پر حاکمانہ کارروائی کا دعویٰ کریں۔ کہ جس سے چالیس کروڑ انسانوں کا امن مستقل خطرے میں پڑ جائے۔

مسلمانوں کے مطالبے کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے کہا کہ مسلمانوں کا آخری مطالبہ جس حد کو بیاس اور ستلج کے درمیان کوہ شوالک سے شروع کر کے راجپانہ اور فیروز پور کی درمیانی ریلوے لائن سے گذر کر میکلوڈ گنج تک پہنچایا گیا تھا جغرافیائی لحاظ سے تقسیم پنجاب کا بہترین حل تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ سرحد موجودہ ایوارڈ سے بھی بدرجہا بہتر تھی۔

مسٹر ایم سیرل ریڈکلف کے ایوارڈ کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے اس کی بعض خوبیوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ ایوارڈ اس مقصد میں کہ سکھ دو حصوں میں تقسیم نہ ہونے پائیں ناکام رہا اور اسی طرح بعض دوسرے میں نہروں کو تقسیم ہونے سے بھی محفوظ نہ رکھا جا سکا۔ نیز آپ نے بتایا کہ یہ کہنا بھی مشکل ہے۔ کہ اس ایوارڈ میں اکثریت کے حلقہ علاقوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ حالانکہ تقسیم تعیین حدود کی بنیادی شرائط میں سے اصل اصول کو خود بنیادی حیثیت حاصل تھی۔

ڈاکٹر سپیٹ نے مزید کہا۔ کہ مجھے معاملے کی نزاکت اور کمیشن کی مشکلات کا پورا پورا احساس ہے۔ اور ان کی کوشش قابل داد ہے۔ لیکن پھر بھی میرے خیال میں موجودہ ایوارڈ بہترین حل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس سے بہترین حل بھی تلاش کیا جا سکتا تھا۔

کمیشن کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سپیٹ نے کہا۔ کہ سکھوں کی بکھری ہوئی آبادی نے معاملے کو پیچیدہ بنا دیا تھا۔ اور ان کے خیال میں انبالہ ڈویژن کو ملحقہ کر کے مجوزہ پنجاب کے پاکستان میں شامل ہونے سے سکھوں کو زیادہ فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ بہ نسبت اس کے کہ اب وہ دو حصوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں۔ اس صورت میں ان کی تعداد ۱۵ فی صدی ہوتی۔ اور ڈاکٹر سپیٹ کے خیال میں ۱۵ فی صدی کی اقلیت کوئی معمولی اقلیت نہیں جس کو آسانی سے دبایا جا سکے۔ یا اس کے حقوق کو تلف کیا جا سکے۔

محرم میں کھانڈ کا ڈائرکٹ کنٹرول

لاہور ۱۶ نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گذشتہ سال کی طرح اب بھی محرم میں کھانڈ کا ڈائرکٹ کنٹرول ۵۰ فی صدی زائد دیا جائے گا۔

ٹانگوں کے بڑھتے ہوئے کرایوں کی روک تھام

لاہور ۱۶ نومبر۔ ڈاکٹر احمد حسین ملک پبلسٹی آفیسر لاہور میونسپل کارپوریشن نے لاہور کے ٹانگہ والوں کے بڑھتے ہوئے کرایوں کی روک تھام کے لئے اہم اختیار کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے پبلک سے اپیل کی ہے کہ وہ ٹانگہ والوں کو اس ریٹ سے کرایہ ادا کریں جو ان کے پاس تحریر درج ہے۔ زائد کرایہ طلب کرنے والوں کے خلاف فوراً محکمہ میں رپورٹ کریں۔

نیل گری کے حکمران نے ریاست کو ہندوستان کے حوالے کر دیا

بلاس پور ۱۶ نومبر۔ ریاست کے حکمران نے بیان کیا ہے۔ کہ میں یہاں کی عوامی کونسل کے فیصلوں کو ماننے کا پابند ہوں۔ میں اور کونسل کے ممبران کو یہ یقین ہے کہ یہ فیصلہ نظام قائم رکھنے میں بیسویں صدی کا بہترین فیصلہ ہوگا۔

قادیان کی حفاظت کا انتظام کیا جائے

مشرقی افریقہ سے پنڈت نہرو کے نام تار

۱۳ نومبر جناب شیخ مبارک احمد صاحب مجاہد احمدیت مشرقی افریقہ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ مسٹر آدم صفی جو مشرقی افریقہ کے ایک ممتاز چیف اور ٹانگانیکا لیجسلیٹو کونسل کے سرگرم ممبر ہیں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی سخت مصائب کے حالات پڑھے۔ اور ان واقعات سے کبیدہ خاطر ہو کر پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان کو حسب ذیل تار دیا۔

"یہ معلوم کر کے کہ قادیان کے مقدس شہر پر ہندو سکھ پولیس اور فوج کی معیت میں حملہ کر کے اسے سخت نقصان پہنچایا گیا۔ تقریباً ۲۰۰ افراد کو تہ تیغ کر ڈالا گیا۔ ان مذموم حرکات کے پیش نظر میں شرافت اور انسانیت کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان کی حفاظت کا ضروری انتظام فرمائیں۔

پاکستان کشمیر اور جونا گڑھ کے مسئلہ کو اتحادی اقوام کے سامنے پیش کرنے کیلئے تیار ہے

کرفیو کے خلاف سکھوں کا احتجاج

امرتسر ۱۷ نومبر۔ سکھوں کے نائن رجیمنٹ خالصہ دیوان نے گورنر پنجاب کو اطلاع تار بھیجی ہے کہ حکومت یو۔پی سکھوں کے ساتھ نہایت نامناسب سلوک کر رہی ہے۔ یو۔پی کے خاص خاص شہروں میں خاص کر سکھوں پر کرفیو لگائے جانے کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا ہے

پناہ گزینوں کو دوبارہ اُن کے گھروں میں بسایا جائے

کراچی ۱۶ نومبر۔ حکومت پاکستان کے امن بورڈ نے ایک قرارداد پاس کی ہے کہ حکومت پاکستان اور حکومت ہندوستان جائیدادوں کی واپسی کریں تاکہ فرقہ وارانہ فسادات کے نتیجہ میں مالکان کو جانی و مالی کا معاوضہ دیا جاسکے۔ اور سرحدی حکومتیں ایسا انتظام کریں کہ جائیداد وطن محفوظ طریق پر دوبارہ اپنے گھروں میں آکر آباد ہو جائیں۔ اور آئندہ کے لئے ان کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کریں۔ لوگوں پر ایک حکومت سے دوسری حکومت میں آملے جانے میں کوئی پابندی نہ ہو۔ اپنے گھروں کو واپس جانے والوں کے لئے سہولتوں کی آسانیاں بہم پہنچائی جائیں۔ چھوڑے ہوئے مقامات اس وقت تک حکومت کے ٹرسٹ میں رہیں جب تک کہ مالکان خود ان کو فروخت نہ کر دیں یا کرایہ پر نہ دیدیں یا آباد نہ کر لیں

مذہبی عمارتیں یا عبادتگاہیں متولیوں کے ماتحت رہنی چاہئیں دونوں حکومتیں تحقیقات کریں۔ کہ فرقہ وارانہ فسادات میں کس قدر جانی و مالی نقصان ہوا۔ اور اسکی قانونی کسر حد تک ادا کرے

حکومت ہند متواتر جنگ کی طرح ڈالنے والی کارروائیاں کر رہی ہے

وزیر اعظم پاکستان کا بیان

لاہور ۱۷ نومبر۔ مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان نے ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں آپ نے سردار پٹیل کے مراسلہ بیان کا جواب دیا ہے۔ اور ایک مستجویز پیش کی ہے۔ کہ دونوں ڈومینین آباد یات۔ کو کشمیر اور جونا گڑھ کے مسئلہ کو اتحادی اقوام کی تنظیم کے سامنے پیش کر دینا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا۔ کچھ مدت سے حکومت ہند دوسروں کے علاقوں کو مقبوضہ کرنے کی پالیسی پر عمل کر رہی ہے۔ اس پالیسی کا روبعمل نہ صرف ایشیا میں بلکہ دنیا بھر میں نہایت خطرناک ہوگا۔ کیونکہ یہ پالیسی اتحادی اقوام کے اس بنیادی اصل کے خلاف ہے۔ کہ حق اور انصاف پر کسی صورت میں بھی طاقت کو مساوی نہ ہونے دیا جائے۔ آپ نے کہا ہم اس امر کے لئے تیار ہیں۔ کہ اتحادی تنظیم خود آپنے سامنے معترض کرے۔ جو جموں اور کشمیر میں لڑائی کو فوراً بند کرا دیں۔ بیرونی فوجوں کو وہاں سے نکالدیں۔ اور جب تک اپنی نگرانی میں استصواب رائے عامہ نہ کرالیں۔ اس وقت تک وہاں پر ایک غیر جانبدار حکومت قائم رہے۔

مسٹر لیاقت علی خان نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ پاکستان نے بیشتر اختلافات کو پُر امن اور دوستانہ طریق سے حل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن حکومت ہند کے متواتر اور مسلسل سراسر ناجائز مخالفانہ اور غاصبانہ کارروائیاں کیں۔ اس نے جونا گڑھ کے لئے جو اصول مقرر کیا کشمیر میں خود ہی اُس کی خلاف ورزی کی۔ اب کشمیر کو مسلمانوں سے خالی کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ تاکہ استصواب رائے اس وقت ہو۔ جب کہ وہاں مسلمان موجود ہی نہ ہوں۔ یکم نومبر کو قائد اعظم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ لارڈ مائیلس گنٹھ کی مہلت دے کر دونوں حکومتوں کے گورنر جنرل کشمیر کی لڑائی کو بند کرانے کی کوشش کریں۔ اور مقارب جو جموں کو وہاں سے چلے جانے کے لئے کہیں۔ یہ تجویز آزاد اور غیر جانبدار کی دشمنی مول لینے کے امکان کے باوجود پیش کی گئی تھی۔ لیکن حکومت ہند نے اس تجویز کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ پاکستان پر لے درجے سراسر الزامات عائد کئے۔ اور ہر دو قوت کشمیر کی آزاد فوج کو ڈاکو کہنے کا دعوے کیا۔ اور اب تو ایک تازہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آزاد فوج کشمیر میں موجود ہے۔ حکومت ہند پاکستان سے گفت و شنید کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔

آپ نے کہا حکومت ہند متواتر ایسی کارروائیاں کر رہی ہے۔ جو جنگ کی طرح ڈالنے کے مترادف ہے لیکن حکومت پاکستان انتہائی اشتعال کے باوجود اب تک جنگ کے امکانات کو روکنے کی کوشش کرتی رہی ہے۔

امرتسر کے سوداگروں کا مطالبہ!

امرتسر ۱۶ نومبر۔ امرتسر کے کپڑا کے تھوک فروش سوداگروں نے مسٹر گاندھی نہرو پٹیل جواہر لال نہرو، ڈاکٹر۔ راجیندر پرشاد جی و دیر صنعت۔ سردار بلدیو سنگھ کیرو دزیر سول سپلائی مشرقی پنجاب اور مسٹر کرپلانی صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو علیحدہ علیحدہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ کپڑہ پر لگائے گئے کنٹرول کے نتیجہ میں سخت بدنظمی پیدا ہوگئی ہے۔ کنٹرول کی وجہ سے (۱) ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکٹ کا دور دورہ ہے۔ عوام و خواص کے اخلاق بالکل گر چکے ہیں۔ بہتر ہے۔ کہ جلد از جلد کپڑے پر سے کنٹرول اٹھا لیا جائے۔

راج کماری امرت آف کپورتھلہ کی ضمانت!

لندن ۱۷ نومبر۔ راج کماری امرت کپورتھلہ کو شراب کے نشہ میں موٹر چلانے کے الزام میں ہائیڈ پارک میں گرفتار کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے جو دیون کار یانہ ڈالے کر ضمانت پر رہا کر دیا۔

پاکستان اور ہندوستان میں معاہدہ

مسٹر آر کے سدھوا نے پاکستان ڈومینین کے درمیان بسکسازی اور تجارت اور محصولات سے متعلق تمام امور میں ایک معاہدہ کرنے کی تجویز کو آئین ساز اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

آزاد کشمیر کے علاوہ تمام ہر شہری کے حقوق کی حفاظت کی جائیگی

بارہ مولا روڈ پر دشمن کی پیش قدمی روک دی گئی

راولپنڈی ۱۶ نومبر۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ کے صدر سردار ابراہیم نے ایک بیان میں آزاد کشمیر کے تمام فوجی کمانڈروں کو مکمل کامیابی کی مبارکباد دی ہے۔ اور کہا ہے کہ ہر شہری کو وہ تمام حقوق دیئے جائیں گے جو ایک آزاد جمہوریت کے شہری کو حاصل ہوتے ہیں۔ آپ نے بعض ہدایات بھی جاری کئے ہیں۔ جن کی رو سے ہر شہری کے مذہبی معاشرتی اور اقتصادی حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ بڑے بڑے قصبوں میں انتظام حکومت میں مدد دینے کے لئے پنچایت قائم کی جائے گی۔ لوٹ مار کرنے کے جرم کی سزا موت ہوگی۔ دشمن کی جائیدادوں کی حفاظت کی جائے گی۔ سرحد پر دشمن کے بڑے بڑے ذخیروں پر حکومت کا کنٹرول ہو جائیگا۔

آزاد کشمیر گورنمنٹ کے تازہ اعلان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بارہ مولا روڈ پر دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دیا گیا ہے اور پونچھ کے علاقہ میں آزاد فوج کی تینوں قدمی کامیابی سے جاری ہے۔

امرتسر کے سکھ پناہ گزینوں کی

تعداد سے احتجاج

امرتسر ۱۷ نومبر۔ امرتسر میں سکھ پناہ گزینوں نے ۱۴ اور ۱۵ نومبر کو ڈھلوں کی صدارت میں منعقدہ ماؤس ایک اجلاس منعقد کر کے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ پنجاب کے پناہ گزینوں کو لیا جائے۔

کو لینے کی پالیسی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی پناہ گزینوں میں سے بعض سرکردہ لوگوں نے عوام کو ہدایت کی کہ وہ امرتسر کو نہ چھوڑیں۔ جب تک کہ حکومت لوگوں کو لینے کی پالیسی کی وضاحت نہ کرے حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ مسلمانوں کو نکال کر ان کی جگہ پنجاب کے غیر مسلموں کو لیا جائے۔

میاں افتخار الدین پنجاب مسلم لیگ کے صدر منتخب ہو گئے

لاہور ۱۷ نومبر۔ آج پنجاب مسلم لیگ کونسل میں صوبائی مسلم لیگ کی صدارت کے عہدے کا انتخاب ہوا۔ میاں افتخار الدین ۱۲۱ ووٹوں سے صدر منتخب ہوئے۔ آپ کے مدمقابل مسٹر خلیل الرحمن کو ۶۶ اور مسٹر تمر حسن کو ۱۱ ووٹ ملے۔

مسٹر افتخار الدین صدیقی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ کونسل کے اجلاس میں خان آف محمود وزیر اعظم نے اعلان کیا۔ کہ حکومت نے شہری آزادی سے تمام پابندیاں اٹھا دی ہیں۔ اجلاس میں بہت سے ممبروں نے وزارت پر بدعنوانی کی اور یہ الزام لگایا کہ وزارت کانگرس کارروائیاں کر رہی ہیں۔ اور مسلمانوں سے وہی سلوک کر رہی ہے۔ جو نیشنلسٹ وزارت کرتی تھی۔

کونسل نے ایک قرارداد کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا۔ کہ صوبہ میں فوجی تسلیم لازمی کر دی جائے اور ۱۸ سال سے ۲۵ سال تک کے نوجوانوں کو زیر تعلیم مقرر کیا جائے۔

وزارتوں اور ملازمتوں میں اقلیتوں کو بھی حصہ دینا چاہیئے

لاہور ۱۶ نومبر۔ مسٹر حسن شہید سہروردی نے ایک بیان میں یہ تجویز پیش کی۔ کہ فوراً پاکستان اور ہندوستان کے نمائندوں کی مشترکہ کانفرنس میں اقلیتوں کے مسئلہ پر کھلے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ آپ نے کہا تمام ہمسایہ ممالک کے وزارتوں اور ملازمتوں میں اقلیتوں کو حصہ دیا جائے۔ اور اس لئے منصوبوں کو موقوف کر دیا جائے جو اقلیتوں پر ظلم کریں جب تک دونوں ڈومینین حکومتیں اقلیتوں کو کچلتی ہیں۔ اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah